ABC CERTIFIED
ساہیوال، اوکاڑہ، اسلام آباد، لاہور، کراچی، پشاور اور کوئٹہ سے بیک وقت شائع ہونے والا اخبار
چیف ایڈیٹر
محمد خان جوئیہ
روزنامہ
Daily SAMAA International
سما انٹرنیشنل
جلد نمبر 11 | جمعہ 9 اکتوبر 2026ء، 26 ربیع الثانی 1448ھ، 25 اسوج 2083ب صفحات 6 قیمت 20 | شمارہ 285

پاکستان میں تمباکو نوشی کی بڑھتی ہوئی شرح، اسلام آباد میں خصوصی تقریب منعقد

نوجوان نسل میں ای سگریٹ اور ویپنگ کی وبا کے پیش نظر، پارلیمان اور سول سوسائٹی کے مابین ایک مؤثر حکمت عملی اپنانے پر زور دیا جا رہا ہے

اسلام آباد (نوشین طارق) پاکستان میں تمباکو نوشی کی بڑھتی ہوئی شرح، بالخصوص نوجوان نسل میں ای سگریٹ اور ویپنگ کی وبا کے پیش نظر، پارلیمان اور سول سوسائٹی کے مابین ایک مؤثر حکمت عملی اپنانے پر زور دیا جا رہا ہے۔ اسلام آباد میں منعقدہ ایک خصوصی تقریب کے دوران تمباکو کنٹرول، سگریٹس پر بھاری ٹیکسوں کے نفاذ اور تصویری مہم کے ذریعے بیداری پیدا کرنے کے موضوع پر تفصیلی گفتگو کی گئی۔ اس موقع پر سگریٹ اور ویپنگ کے بڑھتے ہوئے رجحان کو قومی صحت کے لیے ایک سنگین اور خونی خطرہ قرار دیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ تمباکو کی تمام مصنوعات پر ٹیکسوں کی شرح میں فی الفور اضافہ کرے۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے رکن قومی اسمبلی ہما اختر چغتائی نے تمباکو نوشی کے خلاف ایک جامع اور مؤثر قانونی جنگ لڑنے کے عزم کا اظہار کیا۔ انہوں نے تاریخی حقائق کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ اور سابق وزیر اعظم محمد نواز شریف کے پہلے دور حکومت میں عالمی بینک کے ساتھ ایک اہم معاہدہ طے پایا تھا۔ اس معاہدے کا بنیادی مقصد تمباکو پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس عائد کرنا تھا تاکہ نہ صرف آنے والی نسلوں کو تمباکو کے مضر اثرات سے بچایا جا سکے بلکہ انہیں صحت مند زندگی کی سمت بھی گامزن کیا جا سکے۔ تاہم، افسوسناک امر یہ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ مختلف ادوار میں آنے والی حکومتیں اس معاہدے کے مقاصد کو پوری طرح حاصل کرنے میں ناکام رہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج جب ملک شدید اقتصادی بحران کا شکار ہے اور عام انسان کی ضرورت کی ہر بنیادی شے پر بھاری ٹیکسز عائد کیے جا چکے ہیں، اس کے برعکس تمباکو اور سگریٹ کی صنعت کو انتہائی رعایت دی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمباکو پر ٹیکسوں کی شرح دیگر اشیائے ضروریہ کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اس ناانصافی اور کمزور ٹیکس پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ سگریٹ کی صنعت نے اپنی ترغیبات بڑھا دی ہیں اور ماضی کی دس سگریٹوں والی چھوٹی ڈبی اب بیس سگریٹوں والی بڑی ڈبی میں تبدیل ہو کر مارکیٹ میں سستے داموں آسانی سے دستیاب ہے۔ سستی سگریٹ کی عدم فراہمی کے بجائے اس کی آسان رسائی نوجوانوں کو اس مہلک عادت میں مبتلا کر رہی ہے۔ رکن قومی اسمبلی نے اس بات پر شدید تشویش کا اظہار کیا کہ ملک کا سب سے بڑا اثاثہ یعنی ہماری یوتھ اور تعلیمی اداروں کے طلبہ و طالبات اس وقت تمباکو نوشی اور ویپنگ جیسے زہر کا شکار ہو رہے ہیں۔ تاہم، انہوں نے کہا کہ جب وہ سول سوسائٹی، مختلف یونیورسٹیوں، ہیلتھ سروسز اکیڈمی کے طلبا، اور مختلف علاقوں مثلاً سرگودھا سے آئے ہوئے بیدار مغز نوجوانوں کو اس مہم میں پیش پیش دیکھتی ہیں تو انہیں ملک کے روشن مستقبل اور تمباکو سے پاک معاشرے کی ایک واضح امید نظر آتی ہے۔ سول سوسائٹی کے نمائندے معاشرے کے وہ حقیقی سپاہی ہیں جو گراؤنڈ ریلیٹیز یعنی زمینی حقائق سے مکمل طور پر آگاہ ہوتے ہیں۔ جب ماہرین، ریسرچرز، اور کل کی مستقبل مزاج ڈاکٹرز اس کاز کا حصہ بنتی ہیں تو یہ جدوجہد ایک قومی تحریک کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ہما اختر چغتائی نے اینٹی ٹوبیکو مہم چلانے والی غیر سرکاری تنظیم کے سربراہ صفدر اور ان کی پوری ٹیم کی انتھک محنت اور جذبے کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ اینٹی ٹوبیکو کے حوالے سے جس لگن اور ڈیڈیکیشن کے ساتھ یہ ادارہ کام کر رہا ہے، وہ قابل تحسین ہے۔ پارلیمنٹیرین کے طور پر ان کا اپنا کیا کردار ہونا چاہیے، اس حوالے سے انہوں نے واضح کیا کہ وہ پہلے ہی ایسی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں اور اب وہ اس جنگ کو ایوان کے اندر تک لے کر جائیں گی۔ اپنے ذاتی تجربے اور گھریلو مثال کا ذکر کرتے ہوئے رکن قومی اسمبلی نے معاشرتی المیے کا پردہ چاک کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کا اپنا بیٹا پہلے سگریٹ نوشی کی عادت میں مبتلا تھا، پھر اس نے سگریٹ چھوڑ کر ویپس (Vapes) کا استعمال شروع کر دیا۔ جب انہوں نے بطور ماں اپنے بیٹے کو اس نقصان دہ عادت سے منع کیا تو آگے سے جواب ملا کہ آپ پرانے دور یعنی 1920ء کی باتیں کر رہی ہیں، کیونکہ سگریٹ سے ویپ پر منتقل ہونا بالکل محفوظ ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ذہن سازی ایک باقاعدہ سازش کے تحت کی گئی ہے جس میں نوجوانوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ ویپنگ سے صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ پیسے دے کر بیماریوں کو خریدنا اور اپنے پھیپھڑوں کو تباہ کرنا عقلمندی نہیں۔ انسان اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو خطرے اور ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔